QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

پاکستان میں گھریلو تشدد بل پر سیڈا (CEDAW) معاہدے کے اثرات کا تنقیدی جائزہ

A CRITICAL REVIEW OF THE EFFECTS OF CEDAW ON PAKISTAN'S DOMESTIC VIOLENCE BILL

ڈاکٹر نبیلہ فلک

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، سرگودہا کیمپس

Abstract

This article critically examines the relationship between the Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination against Women (CEDAW) and domestic violence legislation in Pakistan, with particular attention to the federal bill debated in 2021. It uses documentary and comparative analysis to distinguish international treaty provisions, domestic constitutional requirements, provincial legislation, and arguments advanced by critics. The discussion considers the protection of vulnerable household members alongside concerns about family responsibilities, broad definitions of abuse, evidentiary standards, and judicial safeguards. It differentiates the 1979 Convention from the 1993 Declaration on the Elimination of Violence against Women and identifies the National Assembly text used for clause analysis. The study finds that reference to CEDAW in legislative objectives supports a connection with international obligations, but does not establish that every provision was externally prescribed. Predicted effects on family stability remain hypotheses requiring evidence from implementation and judicial practice. The article argues for precise definitions, proportionate protection orders, fair hearings, and reconciliation where safe and voluntary, within Pakistan's constitutional framework. Its principal legal discussion concerns the 2021 legislative debate rather than a comprehensive account of subsequent developments.

Keywords: CEDAW; domestic violence; Pakistani legislation; family relations; constitutional rights; Islamic law

موضوع کا تعارف

اصطلاحی طور پر گھریلو تشدد سے مراد گھریلو یا قریبی تعلق میں ایسا بدسلوکی پر مبنی رویہ ہے جس سے کسی فرد کو جسمانی،[1] تشدد کے لغوی مفہوم میں سختی کا پہلو نمایاں ہے۔ نفسیاتی، جنسی یا معاشی ضرر پہنچے۔ امریکی محکمۂ انصاف کی بیان کردہ تعریف میں طاقت اور کنٹرول کا پہلو نمایاں ہے:

> "Pattern of abusive behavior in any relationship that is used by one partner to gain or maintain power and control over another intimate partner."[2]
>
> "دو قریبی افراد جو کسی بھی رشتہ میں منسلک ہوں، ان میں سے ایک کی جانب سے بدسلوکی کا رویہ، جو دوسرے کے مقابلے میں طاقت اور اس پر کنٹرول حاصل کرنے یا برقرار رکھنے کے لئے ظاہر کرے۔"

اس تعریف میں کنٹرول اور رویے کے تسلسل کی اہمیت، ایک وقتی اختلاف اور منظم بدسلوکی میں فرق واضح کرتی ہے۔ البتہ قانونی اطلاق میں عمومی سماجی تعریف کافی نہیں؛ متعلقہ پاکستانی دفعہ، ثابت شدہ ضرر اور عدالتی معیار بھی دیکھنا ہوگا۔

---

[1] Al-Rāghib al-Iṣfahānī, *al-Mufradāt fī gharīb al-Qurʾān* (Miṣr: Maktabat al-Bābī, n.d.), 56; Waḥīd al-Zamān Kairānawī, *Qāmūs al-Waḥīd* (Karachi: Idārah Islāmiyāt, n.d.), 160.

[2] U.S. Department of Justice, Office on Violence Against Women, "Domestic Violence," definition of domestic violence.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

اس تعریف میں قریبی شریکِ تعلق پر طاقت اور کنٹرول قائم رکھنے کا پہلو بنیادی حیثیت رکھتا ہے؛ تاہم کسی مخصوص پاکستانی قانون میں اس اصطلاح کا دائرہ اسی قانون کی تعریف سے متعین ہو گا۔ عالمی ادارۂ صحت کی ۲۰۰۵ء کی کثیر ملکی تحقیق میں دس ممالک کی چوبیس ہزار سے زیادہ خواتین سے حاصل کردہ معلومات استعمال کی گئیں۔[3] اس محدود تحقیقی دائرے کو پوری دنیا یا پاکستان کی یکساں شرح قرار دینا درست نہیں۔

عالمی ادارۂ صحت کی مذکورہ تحقیق گھریلو تعلق میں تشدد کو صحت، انسانی تحفظ اور ادارہ جاتی ردِ عمل کا اہم مسئلہ قرار دیتی ہے۔[4]

مبحث اول: گھریلو تشدد کی روک تھام کے حوالے سے اقوامِ متحدہ کی کاوشیں اور سیڈا معاہدہ

سیڈا خواتین کے خلاف ہر قسم کے امتیاز کے خاتمے کا اقوامِ متحدہ کا کنونشن ہے، جسے جنرل اسمبلی نے ۱۸ دسمبر ۱۹۷۹ء کو منظور کیا؛ یہ یورپی کونسل کا معاہدہ نہیں۔ اس سے الگ، جنرل اسمبلی نے ۲۰ دسمبر ۱۹۹۳ء کو خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے کا اعلامیہ منظور کیا۔ دونوں دستاویزات کا نام، قانونی نوعیت اور زمانہ الگ ہے۔[5]

سیڈا میں عدمِ امتیاز، مناسب قانون سازی اور سماجی رویوں کی اصلاح سے متعلق ذمہ داریاں بیان ہوئی ہیں۔ گھریلو تشدد کے کسی ملکی قانون پر اس کے اثرات متعین کرنے کے لیے معاہدے کی دفعہ، ملکی قانون کی عبارت اور قانون سازی کے بیانِ اغراض کو الگ الگ پڑھنا ضروری ہے۔

۱۹۹۳ء کا اعلامیہ نجی اور عوامی زندگی میں خواتین کے خلاف جسمانی، جنسی اور نفسیاتی تشدد کی ممانعت اور ریاستی اقدامات کی ضرورت واضح کرتا ہے۔ اس اعلامیے کو سیڈا کا دوسرا نام یا اس کی اصل عبارت قرار نہیں دیا جا سکتا۔

بین الاقوامی سطح پر خواتین کے تحفظ کے لیے قانون سازی کی تائید کی گئی ہے۔ تاہم مختلف ادوار میں قوانین بنانے والے ممالک کی تعداد اور ان قوانین کے مؤثر نفاذ کا سوال الگ تحقیق چاہتا ہے۔ سیڈا کی عمومی ذمہ داری کو پاکستان کے ہر قانون کی واحد اور براہِ راست علت قرار دینا بھی مزید شواہد کا محتاج ہے۔[6]

مبحث دوم: پاکستان میں گھریلو تشدد پر سیڈا معاہدے کے اثرات کا قانونی جائزہ

قانون سازی کسی بھی ملک کا لازمی حصہ ہوتی ہے۔ ایک ملک کے اندر نظم عامہ کو برقرار رکھنے کے لئے قانون سازی کی جاتی ہے اور وقت اور حالات کی تبدیلی کی وجہ سے قوانین میں تغیر و تبدل اور نئی قانون سازی جاری رہتی ہے۔ پاکستان میں بھی وقتاً فوقتاً مختلف حوالوں سے ضروریات کے مطابق قانون سازی کی جاتی رہی ہے۔ خواتین کے حقوق و مسائل سے متعلق قانون سازی کی جاتی رہی ہے۔ پاکستان میں خواتین، بچے اور بوڑھے مختلف حوالوں سے مسائل کا شکار رہے ہیں۔ ان مسائل میں سے گھریلو تشدد ایک بہت بڑا مسئلہ ہے، دنیا کے تمام ممالک اس مسئلہ سے پریشان ہیں اور اس پر قابو پانے کے لئے مختلف تدابیر اور قانون سازی کرتے رہے ہیں۔ پاکستان میں بھی مختلف اوقات میں تشدد کی روک تھام کے لئے قانون سازی ہوتی رہی ہے۔ آئین پاکستان 1973ء میں مرد اور عورت کو مساوی حقوق دیئے گئے ہیں۔ ملکی قانون کے تحت کسی کو زدوکوب کرنا، مارنا یا زخمی کرنا جرم ہے، جس پر پولیس مقدمہ درج کر کے ملزم کو عدالت سے سزا دلوا سکتی ہے۔[7]

یہ قانونی مطالعہ ۲۰۲۱ء کے وفاقی بل اور متعلقہ صوبائی قانون سازی کے تاریخی تناظر تک محدود ہے۔ بعد کے قوانین یا ترامیم کو اس بل کی اصل دفعات کے ساتھ خلط نہیں کیا گیا۔

---

[3] World Health Organization, *WHO Multi-country Study on Women's Health and Domestic Violence against Women: Initial Results on Prevalence, Health Outcomes and Women's Responses* (Geneva: World Health Organization, 2005), overview.

[4] World Health Organization, *WHO Multi-country Study*, overview.

[5] United Nations General Assembly, *Declaration on the Elimination of Violence against Women*, resolution 48/104, December 20, 1993, arts. 1–4.

[6] United Nations General Assembly, *Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination against Women*, resolution 34/180, December 18, 1979, arts. 2 and 5.

[7] Pakistan, *Constitution of the Islamic Republic of Pakistan*, 1973, arts. 9, 14, and 25.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

پاکستان میں گھریلو تشدد کے خلاف وفاقی اور صوبائی قانون سازی مختلف مراحل سے گزری۔ کسی پارلیمانی مسودے کی پیشی، ایک ایوان سے منظوری اور حتمی قانون بن جانے میں فرق ضروری ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کا مشاورتی کردار آئین کے آرٹیکلز ۲۲۹ اور ۲۳۰ کے تحت ہے؛ یہ کردار دیگر اداروں کے اپنے قانونی اختیارات سے الگ سمجھا جائے گا۔

اس موضوع پر دینی و قانونی حلقوں نے شرعی مطابقت، تعریفات کی وسعت اور خاندانی نظم کے حوالے سے تحفظات ظاہر کیے۔ ہر اعتراض کی قوت متعلقہ دفعہ اور دلیل کی روشنی میں متعین ہونی چاہیے، محض کسی ادارے یا فرد سے نسبت اس کا فیصلہ کن ثبوت نہیں۔

سندھ میں گھریلو تشدد (تدارک و تحفظ) ایکٹ ۲۰۱۳ء منظور ہوا۔[8] بلوچستان میں اسی موضوع پر ۲۰۱۴ء کا ایکٹ سامنے آیا۔[9] پنجاب میں خواتین کو تشدد سے تحفظ دینے کا ایکٹ ۲۰۱۶ء نافذ کیا گیا، جس کی تاریخ ۲۹ فروری ۲۰۱۶ء ہے۔[10] ان صوبائی قوانین کے نام، دائرۂ اطلاق اور طریقۂ کار کو ایک دوسرے کا عین بدل نہیں سمجھنا چاہیے۔ خیبر پختونخوا میں خواتین کے خلاف گھریلو تشدد (تدارک و تحفظ) ایکٹ ۲۰۲۱ء، ایکٹ نمبر III، منظور ہوا۔ اس طرح وفاقی مسودے کے مطالعے کے وقت صوبے کے نافذ قانون اور اسلام آباد کے مجوزہ وفاقی قانون میں امتیاز ضروری ہے۔[11]

وفاقی بل قومی اسمبلی سے ۱۹ اپریل ۲۰۲۱ء کو منظور ہوا، ۲۷ مئی ۲۰۲۱ء کو سینیٹ میں پیش ہوا اور ۲۱ جون ۲۰۲۱ء کو وہاں ترامیم کے ساتھ منظور کیا گیا۔[12] قومی اسمبلی کی دستیاب منظور شدہ نقل کے عنوان میں سال ۲۰۲۰ء درج ہے، جبکہ سینیٹ کا اندراج اسے ۲۰۲۱ء سے موسوم کرتا ہے۔ اس مقالے میں دفعہ وار بحث قومی اسمبلی کی اسی متعین نقل پر مبنی ہے؛ اسے بعد کی قانون سازی کی موجودہ حیثیت کا بیان نہیں سمجھنا چاہیے۔

ا۔ پاکستان میں گھریلو تشدد پر قانون سازی کی اغراض و مقاصد

مجوزہ قانونِ بالا کو منظور اور لاگو کرنے کی ضرورت اور جواز کے بارے میں وزیر برائے انسانی حقوق محترمہ شیریں مزاری نے جو اغراض و وجوہ بیان کی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

> "دستور پاکستان، اس میں بیان کردی بنیادی حقوق کے ذریعے، ریاست پاکستان کو اس امر کا پابند کرتا ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو زندگی اور آزادی سے غیر قانونی طور پر محروم کرنے سے تحفظ فراہم کرے۔ ہر شخص کی عظمت و حرمت کو برقرار رکھا جائے گا۔ یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ تمام شہریوں کے حقوق قانون کی نظر میں برابر ہیں اور جنس کی بنیاد پر کسی بھی امتیاز کی ممانعت کی گئی ہے۔ زندگی عزت و قار اور عدم امتیاز کے ان حقوق کی گھریلو تشدد کے ذریعے خلاف ورزی کی جاتی ہے، جو کہ وسیع نظام پر محیط ہیں اور جو عمر یا معاشی و معاشرتی مرتبے سے بلا لحاظ وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں، اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے توثیق شدہ کنونشنز کے تحت تمام ریاستوں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ خواتین کی گھریلو زندگی کے تحفظ کے لئے قانون سازی کریں، حکومتِ پاکستان خصوصاخواتین کے خلاف امتیاز کی تمام اشکال (سی ای ڈی اے ڈبلیو) کے کنونشن کے تحت قانون سازی کے اقدامات کر رہی ہے۔ اس ایکٹ کے ذریعے، اس اغراض کے لئے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کے علاقائی حدود میں گھریلو تشدد کا شکار ہونے والوں کی زندگی کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے اور

[8] Sindh, *Domestic Violence (Prevention and Protection) Act, 2013*, Sindh Act No. XX of 2013, March 19, 2013.

[9] Balochistan, *Domestic Violence (Prevention and Protection) Act, 2014*, Balochistan Act No. VII of 2014.

[10] Punjab, *Punjab Protection of Women against Violence Act 2016*, Punjab Act No. XVI of 2016, February 29, 2016.

[11] Khyber Pakhtunkhwa, *Khyber Pakhtunkhwa Domestic Violence against Women (Prevention and Protection) Act, 2021*, Act No. III of 2021.

[12] Pakistan, Senate Secretariat, "The Domestic Violence (Prevention and Protection) Act, 2021," Bill Summary, parliamentary year 2021–2022.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

ان کی دادرسی کرنے اور ایسے جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا دینے کے لئے قانونی اور ادارہ جاتی فریم ورک تجویز کیا گیا ہے۔ اس نوع کی قانون سازی تمام صوبائی سطحوں پر کی گئی ہے۔"[13]

بیانِ اغراض میں آئینی حقوق اور بین الاقوامی ذمہ داریوں کا مشترک ذکر قانون سازی کے دو استدلالی سرچشمے دکھاتا ہے۔ اس سے سیڈا کا تعلق معلوم ہوتا ہے، لیکن ہر تجویز کی شرعی حیثیت یا عملی افادیت کا فیصلہ اس کی الگ عبارت اور دلیل سے ہو گا۔

بیانِ اغراض میں آئینی حقوق کے ساتھ سیڈا کے تحت ذمہ داریوں کا ذکر، بین الاقوامی معاہدے اور ملکی قانون سازی کے درمیان ایک متنی تعلق فراہم کرتا ہے۔ تاہم اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر دفعہ بیرونی ادارے کی ہدایت پر لکھی گئی یا پورا قانون صرف اسی معاہدے کا نتیجہ ہے۔

ملکی قانون سازی کی جانچ میں تین سطحیں الگ رکھی جائیں: معاہدے کا عمومی مقصد، پاکستانی آئینی طریقۂ قانون سازی اور کسی مخصوص دفعہ کا عملی اثر۔ کسی متنازع تعبیر کو اصل معاہدے کی صریح عبارت قرار دینے سے علمی تقابل کمزور پڑ جاتا ہے۔[14]

۲۔ سیڈا معاہدہ اور اس کی حقیقت

سیڈا کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے متن، کمیٹی کی تشریحات اور کسی نقاد کے استنباط کو الگ الگ شناخت کرنا ضروری ہے۔ اسلامی خاندانی قانون کے ساتھ تقابل میں بھی ہر مسئلے کی مستقل نص، دلالت اور فقہی تفصیل پیشِ نظر رہنی چاہیے۔ ذیل میں منتخب تقابلی نکات اسی امتیاز کے ساتھ مرتب کیے گئے ہیں۔

سیڈا کی دفعات ۱ تا ۵ اور ۱۶ عدمِ امتیاز، سماجی کردار، نکاح اور خاندانی تعلقات کے اہم مباحث سے متعلق ہیں۔[15] پاکستان نے کنونشن سے الحاق کے ساتھ آئین کی پابندی کا اعلان اور آرٹیکل ۲۹(۱) کے بارے میں تحفظ درج کیا ہے۔

پاکستان کے معاہداتی اعلان اور تحفظ کو تقابل میں ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔[16]

۲.۱ صنفی امتیاز اور مساوات

آل عمران کی آیت میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں:

﴿وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ﴾[17]

اور لڑکا لڑکی جیسا نہیں ہے۔

یہ جملہ ولادتِ مریم کے مخصوص سیاق میں ہے۔ اسے ہر قانونی حق میں لازمی عدمِ مساوات کی دلیل بنانا مزید استدلال چاہتا ہے؛ جسمانی تفاوت اور مساوی قانونی تحفظ الگ مسائل ہیں۔

سیڈا قانونی حقوق میں عدمِ امتیاز کا اصول بیان کرتا ہے؛ اسے مرد و عورت کی جسمانی یکسانیت کا صریح دعویٰ کہنا درست نہیں۔[18]

---

[13] Pakistan, National Assembly, *Domestic Violence (Prevention and Protection) Bill*, text bearing the year 2020, as passed by the National Assembly on April 19, 2021, Statement of Objects and Reasons.

[14] United Nations, *CEDAW*, arts. 2 and 5.

[15] United Nations, *CEDAW*, arts. 1–5 and 16.

[16] United Nations, Treaty Collection, *Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination against Women*, Pakistan, declaration and reservation.

[17] Āl ʿImrān, 3:36.

[18] United Nations, *CEDAW*, art. 1.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

۲.۲ تعددِ ازواج

سورۃ النساء میں نکاح کی اجازت عدل کی شرط کے ساتھ بیان ہوئی ہے:

﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾[19]

پس عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو، دو دو، تین تین اور چار چار۔

اقتباس کو اسی آیت میں عدل کی شرط سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ معاہدے کے عمومی مساوی ازدواجی حقوق اور تعددِ ازواج پر فقہی حکم کا تقابل متعلقہ تشریحات بھی چاہتا ہے؛ محض غیر مذکور الفاظ کو اصل کنونشن کی عبارت بنانا کافی نہیں۔

آرٹیکل ۱۶ ازدواجی حقوق میں مساوات بیان کرتا ہے؛ تعددِ ازواج کی لفظی ممانعت اس کے اصل متن میں انہی الفاظ سے درج نہیں۔[20]

۳.۲ نسب اور خاندانی نام

سورۃ الاحزاب میں نسب کی نسبت کا حکم ہے:

﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾[21]

انہیں ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو۔

یہ حکم نسب کی درست شناخت سے متعلق ہے، جبکہ خاندانی نام کے انتخاب کا قانونی سوال الگ ہو سکتا ہے۔ دونوں کو یکساں سمجھنے سے مصنوعی تعارض پیدا ہوتا ہے؛ پہلے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ زیرِ بحث قانون حقیقی نسب بدلنے کا حکم دیتا ہے۔

آرٹیکل ۱۶(۱)((g خاندانی نام کے انتخاب میں مساوی شخصی حق بیان کرتا ہے؛ بچوں کو لازماً ماؤں ہی کے نام سے منسوب کرنے کا حکم نہیں دیتا۔[22]

۴.۲ عدت اور ازدواجی حقوق

طلاق یافتہ خواتین کی عدت کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾[23]

اور طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو تین قروء تک انتظار میں رکھیں۔

عدت کا حکم خاص شرعی ضابطہ ہے اور قروء کی تعیین میں معروف فقہی اختلاف ہے۔ ازدواجی مساوات کی عمومی دفعہ سے عدت کی صریح نفی منسوب کرنا تبھی درست ہوگا جب متعلقہ مستند قانونی عبارت یا تشریح اس نسبت کی تائید کرے۔

کنونشن کے اصل آرٹیکل ۱۶ میں عدت ختم کرنے کی صریح عبارت موجود نہیں؛ اس نسبت کے لیے الگ مستند تشریح درکار ہے۔[24]

---

[19] Al-Nisāʾ, 4:3.
[20] United Nations, *CEDAW*, art. 16.
[21] Al-Aḥzāb, 33:5.
[22] United Nations, *CEDAW*, art. 16.
[23] Al-Baqarah, 2:228.
[24] United Nations, *CEDAW*, art. 16.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

۵.۲ قوامیت اور سرپرستی

خاندانی ذمہ داری کے متعلق قرآن کا ارشاد ہے:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ﴾[25]

مرد عورتوں کی نگہداشت اور ذمہ داری کے قائم رکھنے والے ہیں۔

قوامیت کے مفہوم کو آیت کے مالی کفالت اور خاندانی نظم کے سیاق میں سمجھنا چاہیے۔ تقابلی نقد کا سوال یہ ہے کہ متعلقہ قانونی ذمہ داری کس مخصوص شرعی حکم سے متعارض ہے؛ ذمہ داری اور ضرر سے تحفظ کو محض ایک دوسرے کی نفی نہیں سمجھا جاسکتا۔

آرٹیکل ۱۶(۱)(d)، (f) والدین اور سرپرستی کے حقوق و ذمہ داریوں میں مساوات کا ذکر کرتا ہے؛ اس کا شرعی قوامیت سے تعلق مستقل فقہی تقابل چاہتا ہے۔[26]

۶.۲ وراثت اور ملکیتی حقوق

اولاد کے حصۂ میراث کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾[27]

مرد کے لیے دو عورتوں کے حصے کے برابر حصہ ہے۔

یہ حصہ مخصوص وراثتی صورت سے متعلق ہے، تمام مردوں اور عورتوں کی ہر میراث کا عمومی تناسب نہیں۔ معاہدے کے ملکیتی حقوق اور اسلامی حصصِ وراثت کے درمیان تعلق واضح کرتے وقت متعلقہ دفعہ، وارث کی حیثیت اور فقہی تقسیم کو الگ شناخت کرنا ضروری ہے۔

آرٹیکل ۱۶(۱)((h زوجین کے ملکیتی حقوق سے متعلق ہے؛ اسے وراثت کی ہر صورت میں برابر عددی حصے کی لفظی شق کہنا درست نہیں۔[28]

۷.۲ ہم جنس تعلقات کی نسبت

قومِ لوط کے بارے میں قرآنی خطاب ہے:

﴿أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ﴾[29]

کیا تم دنیا والوں میں سے مردوں کے پاس جاتے ہو؟

قرآنی حکم اپنی جگہ واضح ہے، مگر مخالف معاہدے کی نسبت بھی درست ہونی چاہیے۔ سیڈا کے اصل متن میں ہم جنس نکاح کی صریح شق کے بغیر ایسا تقابل معتبر نہیں ہوتا۔

سیڈا کے اصل متن میں مرد کے مرد سے یا عورت کے عورت سے نکاح کی اجازت کی صریح دفعہ موجود نہیں۔[30]

---

[25] Al-Nisāʾ, 4:34.
[26] United Nations, *CEDAW*, art. 16.
[27] Al-Nisāʾ, 4:11.
[28] United Nations, *CEDAW*, art. 16.
[29] Al-Shuʿarāʾ, 26:165.
[30] United Nations, *CEDAW*, art. 16.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

۸.۲ اولاد کا تحفظ اور تولیدی فیصلے

سورۃ الاسراء میں اولاد کے قتل کی ممانعت ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ﴾[31]

اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

اولاد کے قتل کی حرمت اور اسقاطِ حمل کی فقہی تفصیلات متعلق مگر جدا سوالات ہیں۔ بچوں کی تعداد و وقفے کے فیصلے کی دفعہ کو ہر حالت میں اسقاط کی اجازت کہنا درست استنباط نہیں؛ حمل کی حالت، سبب اور متعلقہ نص الگ دیکھی جائیں گی۔

آرٹیکل ۱۶(۱)((eبچوں کی تعداد اور پیدائش میں وقفے کے فیصلوں کا ذکر کرتا ہے؛ غیر مشروط اسقاطِ حمل کی صریح عبارت نہیں دیتا۔[32]

۹.۲ نکاح سے باہر جنسی تعلق

قرآن زنا سے قریب ہونے کی بھی ممانعت کرتا ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾[33]

اور زنا کے قریب نہ جاؤ؛ بے شک وہ بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے۔

اس نص کی اخلاقی دلالت واضح ہے، مگر تقابل میں مخالف فریق کی اصل عبارت بھی درکار ہے۔ کنونشن میں زنا کو جائز قرار دینے کی صریح شق کے بغیر ایسی نسبت قائم کرنا استدلال کو کمزور کرتا ہے اور حقیقی اختلافی نکات سے توجہ ہٹاتا ہے۔

اصل کنونشن میں زوجین کے نکاح سے باہر جنسی تعلقات کو جائز یا لازماً غیر مجرمانہ قرار دینے کی صریح دفعہ موجود نہیں۔[34]

۱۰.۲ عفت اور نکاح کی پابندی

سورۃ النساء میں نکاح اور عفت کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ﴾[35]

وہ نکاح میں آنے والی عفت مآب ہوں، بدکاری کرنے والی اور چھپے آشنا بنانے والی نہ ہوں۔

عفت کا حکم اور نکاح کے انعقاد و اختتام کا قانونی طریقہ ایک ہی دعویٰ نہیں۔ آزاد رضامندی کے اصول سے بے ضابطہ تعلقات کی اجازت خود بخود اخذ نہیں ہوتی؛ شرعی اور قانونی اختلاف کی تعیین متعلقہ عقد، حق اور طریقۂ انحلال کے ساتھ ہونی چاہیے۔

آرٹیکل ۱۶ نکاح میں آزاد رضامندی اور اس کے اختتام پر حقوق کا ذکر کرتا ہے؛ جب چاہے بے ضابطہ تعلق قائم یا ختم کرنے کی اجازت اس کی عبارت نہیں۔[36]

---

[31] Al-Isrāʾ, 17:31.
[32] United Nations, *CEDAW*, art. 16.
[33] Al-Isrāʾ, 17:32.
[34] United Nations, *CEDAW*, art. 16.
[35] Al-Nisāʾ, 4:25.
[36] United Nations, *CEDAW*, art. 16.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

۱۱.۲ سنِ نکاح اور اہلیت

یتیموں کے مال اور اہلیت کے سیاق میں ارشاد ہے:

﴿وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾[37]

اور یتیموں کو آزماتے رہو، یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں۔

یہ آیت بلوغ اور رشد کی جانچ کے قانونی سیاق میں ہے؛ مقررہ عمر کا معاصر انتظامی سوال اس سے متعلق ضرور ہے مگر عین لفظی ترجمہ نہیں۔ سیڈا کے متن اور کمیٹی کی بعد کی سفارش میں فرق رکھتے ہوئے مخصوص عمر کی نسبت قائم کرنا چاہیے۔

آرٹیکل ۱۶(۲) کم از کم سنِ نکاح مقرر کرنے اور اندراج کا تقاضا کرتا ہے؛ اصل کنونشن میں عدد ۱۸ اسی دفعے کے الفاظ میں درج نہیں۔[38]

۳۔ گھریلو تشدد کی روک تھام کے لیے قانون سازی پر مختلف طبقات کا ردِ عمل

پنجاب کے ۲۰۱۶ء کے قانون پر حمایت اور مخالفت دونوں سامنے آئیں۔ حامی حلقوں نے متاثرہ خواتین کی دادرسی اور تحفظ کو اہم سمجھا، جبکہ ناقدین نے خاندان، شرعی مطابقت اور بعض حفاظتی طریقوں پر سوالات اٹھائے۔ کسی پورے طبقے کی اہلیت یا نیت کے بارے میں عمومی حکم لگانے کے بجائے متعلقہ دلیل اور قانونی عبارت کا تقابل زیادہ مفید ہے۔

اس بل کو کسی بھی مذہبی طبقہ کی حمایت حاصل نہیں۔ اس بل کی منظوری پر جمیعت علماء اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمٰن نے اسے غیر اسلامی قرار دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں مغربی معاشروں کے قوانین نافذ کئے جارہے ہیں۔[39] اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین مولانا محمد خان شیرانی نے بھی کہا کہ یہ بل سراسر غیر اسلامی ہے۔[40] جماعتِ اسلامی کے رہنما فرید احمد پراچہ کے مطابق اس قانون کے دو حصے ہیں، پہلے حصے کے مطابق خواتین پر تشدد کرنے والوں، ہراساں کرنے والوں، تیزاب پھینکنے والوں کو سخت سزا ملنی چاہیے۔ یہ قانون سازی اور اقدام درست ہے۔ لیکن اس بل کے دوسرے حصے میں خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے جو اقدام تجویز کئے گئے ہیں وہ خاندانوں کو توڑ دیں گے۔ مردوں کو کڑے پہنا کر گھر سے باہر نکال دینے سے گھر آباد نہیں ہوتے۔[41] اسی طرح گھریلو تشدد کی ممانعت اور تحفظ کا بل سینیٹ میں 21 جون 2021 ترامیم کے ساتھ منظور کیا گیا۔ جماعتِ اسلامی کے رکن مشتاق احمد نے گھریلو تشدد کی ممانعت اور تحفظ کے بل کی مخالفت کی۔ 5 جولائی 2021 کے خط میں بابر اعوان نے نشاندہی کی کہ ابتدائی طور پر رواں سال اپریل میں قومی اسمبلی کے ذریعے منظور کردہ بل کو پارلیمنٹ کے ایوانِ زیریں میں بھیجا گیا تھا جس کے بعد سینیٹ نے مجوزہ قانون میں ترامیم کی تجویز پیش کی ہیں۔ خط میں مزید کہا گیا کہ بل کی مختلف تعریفوں میں اور دیگر مواد کے بارے میں خدشات اٹھائے گئے ہیں۔ بل میں ترامیم قائمہ کمیٹی اور سینیٹر رضا ربانی کی جانب سے پیش کی گئیں۔[42]

۲۰۲۱ء کی بحث میں وفاقی بل کی شرعی جانچ کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل سے مشورے کا معاملہ سامنے آیا۔ اس تاریخی مرحلے کو بیان کرتے ہوئے لفظ «تاحال» سے موجودہ قانونی حیثیت اخذ نہیں کی جانی چاہیے۔

وزیر اعظم کے مشیر برائے پارلیمانی امور بابر اعوان نے سپیکر قومی اسمبلی اسد قیصر کے نام ایک مراسلہ میں لکھا کہ آئین پاکستان کی دفعات اور معاشرے کے مختلف طبقات کے خدشات کے پیشِ نظر مذکورہ بل اسلامی نظریاتی کونسل کو بھیجنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل ایک آئینی ادارہ ہے اور قانون سازوں کو تجویز دیتا ہے کہ آیا کوئی قانون اسلام کے احکامات کے منافی تو نہیں۔

---

[37] Al-Nisāʾ, 4:6.

[38] United Nations, *CEDAW*, art. 16.

[39] "Taḥaffuẓ-i khawātīn bill 2016 par iʿtirāżāt," *Ḥālāt-i Ḥāżirah*, February 29, 2016.

[40] "Taḥaffuẓ-i khawātīn bill 2016 par iʿtirāżāt."

[41] "Taḥaffuẓ-i khawātīn bill 2016 par iʿtirāżāt."

[42] Pakistan, Senate Secretariat, "Domestic Violence," Bill Summary.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

حکومت کو گھریلو تشدد سے متعلق پارلیمان سے منظور شدہ بل کو نظر ثانی کے لئے نظریاتی کونسل بھیجنے کے فیصلے پر سوشل میڈیا صارفین اور خاص طور پر خواتین کی جانب سے شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور کہا یہ جا رہا ہے کہ حکومت نے ایک مرتبہ پھر مذہبی عناصر کے مبینہ دباو کی وجہ سے ایسا فیصلہ کیا ہے۔

۲۰۲۱ء کے وفاقی بل پر اعتراضات میں گھریلو تعلق کی وسیع تعریف اور دفعہ ۳ کے تحت جسمانی، جذباتی، نفسیاتی، جنسی اور معاشی بدسلوکی کا دائرہ اہم رہا۔[43] اس سوال کی جانچ ضروری ہے کہ مشترکہ رہائش کی مختلف صورتوں میں کون سا تعلق کس حق اور ذمہ داری کو جنم دیتا ہے۔ کسی ممکنہ خاندانی نقصان کو قانونی متن کا لازمی نتیجہ سمجھنے کے بجائے متعلقہ شرط اور متوقع غلط استعمال الگ واضح کیا جانا چاہیے۔

حامی موقف کے مطابق متاثرین کو مؤثر تحفظ، عدالتی دادرسی اور رہائش و مالی مدد دینا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ مخالف موقف خاندانی تعلقات پر غیر متناسب مداخلت اور مبہم تعریفات کے استعمال کا خدشہ پیش کرتا ہے۔ صوبوں میں قانون بن جانے سے اس کے تمام اثرات خود بخود ثابت یا رد نہیں ہوتے؛ اس کے لیے نفاذ، شکایات اور فیصلوں کا مطالعہ درکار ہے۔

ان اختلافیہ آراء کی موجودگی میں اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "گھریلو تشدد (تدارک و تحفظ) بل 2021" میں اور اس سے پہلے پاکستان مین گھریلو تشدد پر کی گئی قانون سازی میں کیا واقعی ایسی شقیں شامل کی گئی ہیں جن سے خاندانی نظام خراب ہو سکتا ہے۔؟ یا جن سے بے حیائی یا بے راہ روی پھیلنے کا خدشہ ہو سکتا ہے؟۔ ان تمام سوالات کے جوابات اس قانون سازی میں موجود دفعات کا جائزہ لے کر ہی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے سینیٹ میں پیش کردہ حالیہ بل 2021ء کی اہم دفعات کو ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

۴۔ گھریلو تشدد بل کی اہم دفعات

دفعہ ا: قومی اسمبلی کی زیرِ مطالعہ نقل اپنے مختصر عنوان میں ۲۰۲۰ء درج کرتی ہے اور اس کا علاقائی دائرہ اسلام آباد کیپٹل ٹیریٹری قرار دیتی ہے۔ مسودے میں فوری نفاذ کی شق درج ہونے کو بذاتِ خود حتمی قانون بن جانے کی دلیل نہیں سمجھا جاسکتا۔

دفعہ نمبر 3۔ گھریلو تشدد سے مسئول الیہ کی جانب سے خواتین، بچوں، نادار اشخاص یا کسی بھی دیگر شخص کے خلاف ارتکاب کردہ جسمانی، جذباتی، نفسیاتی، جنسی اور معاشی استحصال کے تمام افعال مراد ہوں گے، جس کے ساتھ مسئول الیہ گھریلو تعلق میں ہو یا رہ چکا ہو جو کہ متضرر شخص میں خوف، جسمانی یا نفسیاتی ضرر کا باعث بنتا ہو۔

(الف) جسمانی استحصال سے مراد وہ تمام افعال جن کے ذریعے نادار شخص کو جسمانی ضرور دیا گیا ہو اور اس میں مجموعہ تعزیرات پاکستان کو ابواب سولہ، سولہ الف، سترہ، بیس بیس الف کے تحت تمام جرائم شامل ہیں۔

(ب) جذباتی، نفسیاتی اور زبانی استحصال جہاں متضرر شخص مسئول الیہ کے ہتک آمیز یا ذلت آمیز برتاؤ کے طرز عمل میں مبتلا ہو تو اس میں شامل ہے، لیکن اس تک محدود نہ ہو۔

(مشق اول تا نہم) حسد یا رقابت میں مبتلا رکھنے کا متواتر مظاہرہ کرنا جو ستم رسیدہ کی خلوت، آزادی، اخلاقی بلندی اور سلامتی پر متواتر چڑھائی کا باعث بن رہا ہے۔ متضرر شخص کی کھل کر بے عزتی کرتا اور مذاق اڑاتا ہو، جو زوجہ یا شراکت شدہ گھر کے دیگر اراکین جسمانی تکلیف پہنچانے کے لیے دھمکی دیتا ہو، دیوانگی یا بانجھ پن کے بے بنیاد الزام پر طلاق دیتے یا دوسری شادی کی دھمکی دیتا ہو، شراکت شدہ گھر کی عورت یا کسی بھی رکن کے کردار پہ جھوٹا الزام لگا رہا ہو، متضرر شخص کی جان بوجھ کر یا غفلت سے عدم خبر گیری کرتا ہو۔ پیچھا کر رہا ہو، ہراساں کرتا ہو یا بیوی کو شوہر کے علاوہ کسی بھی فرد کے ساتھ مقاربت کرنے پی مجبور کر رہا ہو۔

دفعہ ۴: تعزیراتِ پاکستان میں شامل جرم کی سزا اسی قانون کے مطابق ہو گی۔ مسودے میں دیگر متعلقہ افعال کے لیے شدت کے لحاظ سے چھ ماہ سے تین سال تک قید اور مالی سزا کا ذکر ہے۔ سزا کے اطلاق کو ثابت شدہ جرم، متعلقہ قانونی تعریف اور عدالتی کارروائی سے الگ نہیں پڑھا جاسکتا۔

دفعہ 6۔ فی الوقت نافذ العمل کسی بھی دیگر قانون میں شامل کسی امر کے باوصف، متضرر شخص کو حق حاصل ہو گا کہ شراکت شدہ گھر میں رہے خواہ متضرر شخص اس میں کوئی حق، حقیقت یا حق استفادہ رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔

[43] Pakistan, National Assembly, *Domestic Violence Bill*, secs. 2–3.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

دفعہ 8۔ عدالت اطمینان ہونے پر کہ گھریلو تشدد بادی النظر میں ہوا ہے یا ہونے کا امکان ہے، متضرر شخص کے حق میں حکم صادر کر سکتی ہے اور مسئول الیہ کو ہدایت دے سکتی ہے کہ وہ:

مزید گھریلو تشدد کے کسی بھی فعل کا ارتکاب نہ کرے۔ متضرر شخص کے ساتھ یا بغیر کسی بھی شکل میں یا طریقہ کار میں بشمول ذاتی، زبانی تحریری، الیکٹرانک یا ٹیلی فون کے نظام سے کوئی بھی باہمی رابطہ نہ رکھے۔ متضرر شخص سے اعتراضات کے ساتھ بغیر دور رہے۔ متضرر شخص سے ایسے فاصلے پر رہے جس کا عدالت مقدمے کے مخصوص حقائق اور حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے تعین کرے گی۔ کسی پر بھی تشدد فعل کے لیے یا جس پر تشدد ہونے کا امکان ہو جو متضرر شخص کی زندگی، حرمت یا شہرت کو خطرے میں ڈال سکتا ہو، اسے جی ایس ٹریکر پائل یا کلائی کڑا پہنا جائے اور کسی پر تشدد فعل کی صورت میں اگر متضرر شخص کی زندگی، حرمت یا شہرت خطرے میں ہو تو گھر سے باہر چلا جائے۔

دفعہ نمبر 9۔ عدالت سماعت کے کسی بھی مرحلے پر مسئول الیہ کو ہدایت دیتے ہوئے عارضی حکم دے سکتی ہے کہ گھریلو تشدد کے نتیجے میں متضرر شخص اور متضرر شخص کے کسی بھی بچے کی جانب سے اٹھائے گئے اخراجات اور برداشت کردہ نقصانات کو پورا کرنے کے لیے مالی امداد کرے۔

دفعہ نمبر 10۔ عدالت حفاظتی حکم کے لیے درخواست کے کسی مرحلے پر یا اس ایکٹ کے تحت دادرسی کے لیے کسی بھی موزوں شخص یا اتھارٹی کو متضرر شخص کی عارضی تحویل کی منظوری دے سکتی ہے۔[44]

مبحث سوم: گھریلو تشدد بل کے خاندانی نظام پر ممکنہ اثرات کا جائزہ

ا۔ مساوات اور آئینی تحفظ

پنجاب کے ۲۰۱۶ء کے قانون کی تمہید میں اصناف کے مابین مساوات اور خواتین کے تحفظ کے لیے خصوصی اقدامات کا ذکر ہے۔[45] اس عبارت کو تمام صوبائی و وفاقی قوانین کی لفظ بہ لفظ یکساں تمہید قرار نہیں دینا چاہیے۔ آئین کے آرٹیکل ۲۵(۲) میں جنس کی بنیاد پر امتیاز کی ممانعت اور ۲۵(۳) میں خواتین و بچوں کے تحفظ کے لیے خصوصی اقدامات کی گنجائش موجود ہے۔[46]

حافظ صلاح الدین یوسف، اس دفعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اس کا مطلب اگر یہ ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق ہی نہیں ہے، دونوں ایک ہی قسم کی صلاحیتیں لے کر دنیا میں آئے ہیں اور دونوں دنیا کا ہر کام کر سکتے ہیں تو یہ سرے سے ہی غلط ہے۔ گو مغرب کے نزدیک مساواتِ مرد و زن کا یہی مطلب ہے اور مغرب زدگان بھی اس غیر عقلی اور غیر فطری نظریے پر ایمان بالغیب رکھتے ہیں، لیکن اسلام اس مساواتِ مرد و زن کو تسلیم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے درمیان فرق کیا ہے، ان کے مقاصد، تخلیق میں بھی اور دائرہ کار میں بھی۔ اور اسی اعتبار سے دونوں کو صلاحیتیں بھی ایک دوسرے سے مختلف عطا کی ہیں۔"[47]

یہ تنقید مساوی قانونی تحفظ اور تمام فطری صلاحیتوں کی یکسانیت میں امتیاز کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ تاہم آرٹیکل ۲۵ کی قانونی تعبیر کے لیے خود آئین کی مکمل عبارت بنیادی ہے؛ کسی فکری تعبیر کو بلاواسطہ اس دفعے کا لازمی مفہوم قرار نہیں دینا چاہیے۔

لیکن اگر اس دفعہ کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ دو جنس ہیں، لیکن اس بنیاد پر کسی کے ساتھ امتیاز نہیں کیا جائے گا، دونوں کے حقوق کا تحفظ اور دونوں کی فلاح یر بو بہبود کے لئے ضروری قانون سازی کی جائے گی۔ تو یہ مطلب درست ہے اور اسلام کی تعلیمات و مقاصد سے متصادم نہیں۔

---

[44] Pakistan, National Assembly, *Domestic Violence Bill*, secs. 1, 3–4, 6, and 8–10.
[45] Punjab, *Protection of Women against Violence Act 2016*, preamble.
[46] Pakistan, *Constitution*, art. 25(2)–(3).
[47] Ṣalāḥ al-Dīn Yūsuf, "Taḥaffuẓ-i niswān bill kā tanqīdī jāʾizah aur mutabādil ḥall," *Muḥaddith*, April 2016, section "Bill kā jāʾizah."

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

۲۔ تعریفات، تادیب اور بدسلوکی کی حد بندی

دوسرے قوانین کی طرح زیرِ بحث قانون میں بھی بعض مثبت پہلوؤں سے انکار ممکن نہیں، جیسا کہ اس قانون کے پہلے حصے میں خواتین کے لئے تحفظ کی بات کی گئی، پہلے حصے کے مطابق خواتین پر تشدد کرنے والوں، ہراساں کرنے والوں، تیزاب پھینکنے والوں کو سخت سزا ملنی چاہیے، یہ قانون سازی اور اقدام درست ہے۔ لیکن اس بل کے دوسرے حصے میں خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے جو اقدام تجویز کئے گئے ہیں ان سے منفی تاثر ابھرتا ہے۔

ایڈووکیٹ کامران ارشد اس قانون پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اس قانون کی بنیاد ہی اس غلط مفروضے پر قائم ہے کہ خاندان جو معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اس میں مظلوم فریق صرف عورتیں اور بچے ہیں جبکہ ظالم فریق صرف گھر کا مرد ہی ہو سکتا ہے۔ آج یہ حقیقت کسی دیہی علاقے میں تو جزوی طور پر درست ہو سکتی ہے، لیکن اسلام آباد جیسے وفاقی شہری علاقے میں صورتحال اکثر و بیشتر اس کے برعکس ہی نظر آتی ہے جس کا بطور ایک عائلی قوانین کا پریکٹیشنر ہونے کے ناطے میرا مشاہدہ ہے۔ اس لئے مذکورہ قانون کی بنیادی روح ہی غلط ہے۔"[48]

اس اعتراض کی اہمیت قانون کے مخاطب اور متاثرہ فرد کی تعریف متعین کرنے میں ہے۔ کسی عملی مشاہدے سے تمام خاندانوں کی عمومی صورت ثابت نہیں ہوتی؛ اس لیے مسودے کی غیر صنفی اصطلاحات، قابلِ تحفظ افراد اور ذمہ داری کے معیار کا تقابل ضروری ہے۔

مسودے میں جذباتی، نفسیاتی اور زبانی بدسلوکی کی تعریف وسیع ہے، جس کے اطلاق میں قانونی وضاحت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ تاہم دفعہ ۳ میں بار بار مداخلت، تحقیر آمیز رویے اور مخصوص ضرر کا سیاق بھی ہے۔ اسی لیے معمول کی تربیتی نگرانی کو ہر حال میں تعاقب، یا طلاق و دوسری شادی کے ہر ذکر کو جرم قرار دینا متن سے زیادہ وسیع نتیجہ ہو گا۔ قانونی معیار اور ثبوت کی وضاحت اس بحث کا اصل موضوع ہونا چاہیے۔

۳۔ سزائیں اور حفاظتی احکامات

طلعت عباس خان، کالم نگار و ایڈووکیٹ سپریم کورٹ گھریلو تشدد پر مقرر کی گئی سزاؤں کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "گھریلو تشدد کے حوالہ سے جو سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ گھریلو تشدد کی قید چھ ماہ تین سال تک اور ایک لاکھ روپے تک جرمانہ کی سزا متعارف کرائی گئی ہے اور کم از کم پچیس ہزار روپے کفیل خانہ اس مظلوم بیوی یا بیٹی یا بیٹے کو بطور حق رسی عوضانہ ادا کرے گا۔ اس مظلوم یا غمزدہ فرد خانہ کو کفیل خانہ گھر سے نہیں نکال سکتا، ہاں البتہ اگر وہ خود چاہے تو اس کی رہائش کا الگ انتظام کیا جائے گا اور بصورت کرایہ رقم کفیل خانہ ادا کرے گا۔" [49]

سزا کی مقدار اور رہائش کا تحفظ الگ مسائل ہیں۔ ان سے جدائی کا لازمی نتیجہ اخذ کرنے کے بجائے تناسب، ثبوت اور مدت جانچنی چاہیے۔ تنقید تب مؤثر ہو گی جب اصل دفعے کی شرائط کے ساتھ ممکنہ غلط استعمال بھی واضح ہو۔

ان احکام کے ممکنہ اثرات کے بارے میں یہ خدشہ پیش کیا جاتا ہے کہ تربیتی نگرانی اور ممنوع تعاقب کی حد واضح نہ ہو تو خاندانی اختلاف مقدمے کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ تاہم معمول کی ہر نگرانی، ہر اختلاف یا ہر تنبیہ کو خودکار جرم قرار دینا درست نہیں۔ تعریف، ضرر، متعلقہ حالات اور ثبوت کی قانونی جانچ ضروری ہے۔ کردار سازی کے ساتھ مؤثر قانونی تحفظ کو مربوط رکھنا چاہیے۔

دفعہ ۸ کے تحت عدالت مخصوص حالات میں رابطے، فاصلے، رہائش اور تحفظ کے احکامات جاری کر سکتی ہے۔ جی پی ایس کڑے اور گھر چھوڑنے کا حکم سنگین تشدد یا متعلقہ خطرے کی قید کے ساتھ مذکور ہے؛ اسے ہر شکایت پر خودکار نتیجہ قرار نہیں دینا چاہیے۔ متاثرہ فرد کا تحفظ اور جواب دہندہ کا منصفانہ سماعت کا حق دونوں اہم ہیں۔

---

[48] *Gharēlū tashaddud bill 2020: Taʿāruf, tajziyah wa tabṣirah* (Rawalpindi: Pakistan Sharīʿat Council, n.d.), contribution attributed to Kāmrān Arshad; page not supplied.

[49] *Gharēlū tashaddud bill 2020*, contribution attributed to Ṭalʿat ʿAbbās Khān, 29.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

اس قانونی دائرے میں مفتی احمد افنان سے منسوب تنقید پیش کی جاتی ہے:

"اس دفعہ میں ایک مسئلہ یہ ہے کہ بیوی کو اور عام عورت کو برابر کر دیا گیا جبکہ بہت سی چیزیں عورتوں کے بارے میں تو غلط ہوتی ہیں، لیکن وہی چیز اپنی بیوی کے حق میں غلط نہیں ہوتی۔ بیوی سے حسد کرنا، مذاق اڑانا اور ہراساں کرنا، طلاق کی مطلق دھمکی دینا یہ جرم کیسے ہو گیا؟ اسے عدالت میں کیسے ثابت کیا جائے گا؟ عدالت میں ان چیزوں کو ثابت کیا جاتا ہے، جو بالکل واضح ہوں۔ دوسرا یہ مسائل معاشرتی ہیں، جن کی زیادہ تر درستگی اصلاح کے پہلو سے ہوتی ہے۔"[50]

یہ اعتراض مبہم اصطلاحات کے اثبات اور خاندانی اصلاح کے کردار کو نمایاں کرتا ہے۔ تاہم ازدواجی تعلق تحقیر یا ہراسانی کا عمومی جواز نہیں بنتا؛ علمی جانچ میں جائز اختلاف، ممنوع ضرر اور قانونی ثبوت کے درمیان قابلِ عمل حد بندی درکار ہے۔

اسی طرح اس خرچہ کی بات کی گئی تو اس حوالے سے پہلے ہمارے قانون موجود ہے اگر شوہر نان ونفقہ نہیں دے رہا تو عورت عدالت میں کیس کرتی ہے، عدالت میں اس کی شنوائی بھی ہوتی ہے اور عدالت شوہر کو رقم مختص کر کے اس بات کا پابند کرتی ہے کہ وہ اتنا خرچہ ادا کرے۔ اس بل کی دفعہ 4 میں اس کا حل یہ پیش کیا گیا کہ اسے چھ ماہ سے لے کر تین سال تک قید سنادی جائے اور بیس ہزار سے لے کر ایک لاکھ تک جرمانہ کیا جائے۔ سوال یہ ہے کہ اگر اس طرح سے بیٹا والد کو یا بیوی شوہر کو جیل بھجوادے تو کیا مسئلہ حل ہو جائے گا اور محبت برقرار رہے گی؟ بالکل نہیں بلکہ الٹا نتیجہ طلاق اور جدائی کی صورت میں ہی نکلے گا۔ جب نتیجہ طلاق اور جدائی کی صورت میں ہی نکلنا ہے تو پہلے ہی طلاق یا خلع کا راستہ اختیار کر کے جدائی کا راستہ اختیار کر لیا جائے، اتنی تذلیل کے بعد جدائی کا کیا مقصد ہے؟[51]

اس استدلال میں بیان کردہ جدائی ایک اندیشہ ہے؛ ہر مقدمے کا لازمی نتیجہ نہیں۔ فوری خطرے میں تحفظ، اور محفوظ حالات میں اصلاح و مشاورت، دونوں کے لیے مناسب قانونی طریقۂ کار درکار ہے۔

خاندانی تنازعات میں اصلاح، مشاورت اور مناسب مصالحت اہم ہیں۔ تاہم سنگین تشدد، جبر یا فوری خطرے کی صورت میں قانونی تحفظ مؤخر کرنا مناسب نہیں۔ اس لیے قانون اور اصلاح کو ایک دوسرے کی جگہ رکھنے کے بجائے حالات کے مطابق مربوط کرنا چاہیے۔

ایڈوکیٹ طلعت عباس خان اس پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"چادر اور چار دیواری میں ہونے والا گھریلو تشدد پر اب بچے بھی والدین کے خلاف عدالت میں جا سکیں گے۔ والدین نے بچوں کو ہراساں کیا مارا پیٹا تو اب یہ بچے اس قانون کے حوالے سے والدین کے خلاف ایف آئی آر درج کرا سکیں گے۔ یہ نہیں بتایا کہ اس کیس کے اخراجات بچے کو کون ادا کرے گا۔ کیا پولیس اتنی اچھی اور رشوت فری ہو چکی ہے کہ بچے کے کہنے پر والد کو گرفتار کر لے گی؟ چلو مان لیا ایسا ہو بھی جاتا ہے، والد گرفتار ہو جاتا ہے۔ والد صاحب اگر دیہاڑی دار ملازم ہے۔ اس کے گرفتار ہونے سے اس کے گھر کا نظام کون چلائے گا؟ اس کے باقی بچوں کی ضروریات زندگی کون پوری کرے گا؟ کچھ پتہ نہیں کہ ایسا کرنے سے مسائل کم ہونگے یا مزید بڑھیں گے۔

والدین کا اپنے بچوں کی پرائیویسی، آزادی میں حائل ہونا جرم ہو گا۔ (ہمارے ہاں کتنے فیصد بچے ایسے ہیں، جو پرائیویسی اور آزادی کے نام سے واقف ہیں ابھی تو یہ جاننا باقی ہے کہ کس عمر کے بچے کی بات کر رہے ہیں)۔ اگر تو بچے اٹھارہ سال کی عمر کے ہیں پھر تو والدین انہیں پوچھنے کے ویسے بھی مجاز نہیں رہتے۔ ایسا قانون ترقی یافتہ ممالک میں تو موجود ہے، وہاں اس عمر کے بچوں کی دیکھ بھال کرنا اور والدین کی ذمہ نہیں ہوتا۔"[52]

یہ اعتراض نفاذ کے معاشی اثرات اور زیرِ کفالت بچوں کی ضروریات کو سامنے لاتا ہے۔ اس سے تحفظ کی ضرورت ختم نہیں ہوتی، بلکہ امدادی نظام، تناسب اور متبادل انتظامات کی اہمیت بڑھتی ہے؛ گرفتاری کے ہر مقدمے کو یکساں معاشرتی نتیجے سے وابستہ کرنا مناسب نہیں۔

---

[50] *Gharēlū tashaddud bill 2020*, contribution attributed to Muftī Aḥmad Afnān, 24.
[51] *Gharēlū tashaddud bill 2020*, 25.
[52] *Gharēlū tashaddud bill 2020*, 29.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

والدین اور خاندان کے دیگر افراد کے حقوق بھی متعلقہ بحث میں شامل ہونے چاہییں۔ زیرِ مطالعہ مسودے میں بچے کی تعریف اٹھارہ سال سے کم عمر شخص کے طور پر موجود ہے؛ اس لیے عمر کی کوئی تعریف نہ ہونے کا دعویٰ درست نہیں۔ معاشی بدسلوکی میں بھی قانون یا عرف کے تحت مستحق وسائل سے محرومی کی قید کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

ناقدین نے خدشہ ظاہر کیا کہ نفسیاتی اور زبانی بدسلوکی کی وسیع تعبیر سے معمول کے خاندانی اختلافات بھی مقدمات میں بدل سکتے ہیں۔[53] اس خدشے کی جانچ تعریف، تکرار، ضرر اور عدالتی ثبوت کی بنیاد پر ہونی چاہیے۔ دوسری شادی کی محض خواہش، ہر بلند آواز یا ہر تربیتی تنبیہ کو بلاشرط جرم کہنا مسودے کی مخصوص قیود نظر انداز کرتا ہے۔ اسی طرح مقدمے سے انتقامی تشدد بڑھنے کا امکان بیان کرنا اور اس اضافے کو تجربی طور پر ثابت کرنا دو الگ امور ہیں۔ حفاظتی سہولتوں، تربیت یافتہ عملے اور عدالتی نگرانی کی دستیابی نفاذ کے قابلِ تحقیق سوالات ہیں۔

۴۔ آئینی و نظریاتی جانچ

خواتین کے تحفظ کے بارے میں آئین پاکستان کا حوالہ دیا جاتا ہے لیکن اس بات کو کیوں نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ آئین پاکستان 1973ء کے ابتدائیہ میں ہی اس بات کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ: کائنات پر حکومت و اقتدار محض اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور ملک پاکستان کے عوام احکامات الٰہیہ کے مطابق اور اس مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر اختیارات استعمال کریں گے۔ آئین پاکستان 1973ء ملک عزیز کے تمام قوانین کا سرچشمہ ہے اور کوئی بھی قانون آئین پاکستان کی تعیین کردہ حدود سے تجاوز کر کے منظور نہیں کیا جاسکتا۔ آئین پاکستان 1973ء کے ابتدائیہ اور خصوصی طور پر اس کے آرٹیکل 31 کے تحت عوام کی انفرادی، اجتماعی اور خانگی زندگی کو قرآن حکیم اور دین اسلام کے مہیا کردہ سانچہ کے مطابق ڈھالا جائے گا۔[54]

مولانا زاہد الراشدی، سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل اور صدر ملی مجلس شرعی، دینی حلقوں کے مشترکہ مؤقف کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "کہ گھریلو تشدد کی روک تھام کے نئے بل نے ملک بھر کے دینی اور تہذیبی حلقوں کو ایک نئی پریشانی سے دوچار کر دیا ہے۔ اس بل کے بارے میں بھی دینی حلقوں کا متفقہ موقف یہ ہے کہ یہ شرعی احکام کے ساتھ ساتھ دستور پاکستان اور مسلمہ انسانی حقوق کے بھی منافی ہے اور اس علمی نفاذ کی صورت میں ہمارے اس خاندانی نظام کا شیرازہ بکھر سکتا ہے، جس کی بنیاد اسلامی احکام و قوانین اور مسلم تہذیبی روایات پر ہے۔ ہمارے ہاں بین الاقوامی اداروں کے مطالبات پر قانون سازی کا رجحان پختہ ہوتا جا رہا ہے جیسا کہ حدود آرڈیننس، اوقاف قوانین، گھریلو تشدد کی روک تھام کا بل اور دیگر متعدد قوانین کی منظوری کی صورت میں اس کا مظاہرہ ہو چکا ہے۔ بلکہ یہاں تک سننے میں آرہا ہے کہ قوانین کی ساخت اور تشکیل کے ساتھ ساتھ ان کے مسودات بھی باہر سے آئے ہیں اور این جی اوز کے ذریعے جوں کے توں منظور کروائے جا رہے ہیں، جو کہ دستور کی بالادستی کے ساتھ ساتھ قومی خود مختاری کے بھی منافی ہے۔"[55]

اس موقف میں خاندانی تسلسل اور قومی قانون سازی کی خود مختاری بنیادی قدریں ہیں۔ تاہم کسی مسودے کے بیرونِ ملک تیار ہونے کا دعویٰ مستقل دستاویزی ثبوت چاہتا ہے؛ شرعی و آئینی تنقید کو اس غیر ثابت نسبت سے الگ بھی دلیل کے ساتھ قائم کیا جاسکتا ہے۔

زاہد الراشدی کی یکم اگست ۲۰۲۱ء کی تحریر بھی خاندانی نظم اور اسلامی نظریاتی کونسل سے جانچ کے مطالبے کو ان کے موقف کے طور پر بیان کرتی ہے۔[56]

---

[53] *Gharēlū tashaddud bill 2020*, 30.

[54] Pakistan, *Constitution*, preamble and arts. 2A, 31, and 227.

[55] *Gharēlū tashaddud bill 2020*, contribution attributed to Zāhid al-Rāshidī, 20.

[56] Abū ʿAmmār Zāhid al-Rāshidī, "Chhe agast—Yawm-i taḥaffuẓ-i niẓām-i khāndān," *Roznāmah Islām*, Lahore, August 1, 2021.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

چودھری خالد محمود، ریٹائرڈ سیشن جج، اس بل پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔:

"ملک عزیز کے عوام آج بھی دین اسلام اور قرآن مجید کے حوالہ سے کوئی منفی تاثر اپنے ذہنوں میں نہیں رکھتے اور خصوصی طور پر جبکہ ملک عزیز کے قیام کی بنیاد بھی یہی تھی کہ معبود حقیقی کے علاوہ غیر روں کے تیار کردہ قوانین کو رد کیا جائے گا۔ اگر محض دنیا کی طاقتوں کے ساتھ تابع رہ کر قانون سازی کرنی ہے تو پھر ہم اپنی نظریاتی سرحدوں کی حقیقت اور اہمیت کو ختم کر دیں گے۔ آزادی کی قیمت مقرر نہیں کی جاسکتی اور آزادی کے تحفظ کے لیے دین اسلام نے ہمیں مؤثر حکمت علمی عطا کی ہے۔ انفرادی زندگی انتہائی غیر یقینی ہوتی ہے، لیکن نظریاتی زندگی اور آزاد زندگی کا خاتمہ ناممکن ہے۔ جب ہم زبانی اور تحریری (آئین پاکستان) طور پر عوام اور مالک حقیقی سے وعدہ کر چکے ہیں تو پھر بار بار اس وعدہ و عہد کی خلاف ورزی یا اس کو کوشش کیوں کی جاتی ہے۔"[57]

یہ اقتباس قانون سازی کی نظریاتی وابستگی کا سوال اٹھاتا ہے۔ اس سوال کو نتیجہ خیز بنانے کے لیے آئینی دفعہ، مجوزہ قانونی حکم اور متعلقہ شرعی دلیل کا واضح تعلق دکھانا ضروری ہے؛ آزادی کی عمومی قدر بذاتِ خود ہر مخصوص دفعے کی مخالفت ثابت نہیں کرتی۔

اس اعتراض کا بنیادی نکتہ قومی قانون سازی کی آئینی بنیاد اور نظریاتی مطابقت ہے۔ کسی تجویز کی جانچ میں آئین، متعلقہ قانونی دفعہ اور شرعی دلیل کی باہمی نسبت واضح کی جانی چاہیے۔ غیر متعین مغربی مفکرین کے عمومی اتفاق کا دعویٰ اس قانونی دلیل کا بدل نہیں بن سکتا۔[58]

سعودی عرب کے بارے میں معاہدہ مسترد کر دینے کا بیان درست نہیں۔ اقوام متحدہ کے معاہداتی ریکارڈ میں سعودی عرب کے تحفظات درج ہیں، جن میں اسلامی قانون سے متصادم شرائط کا پابند نہ ہونے کا موقف بھی شامل ہے۔ الحاق کے ساتھ تحفظ درج کرنا اور معاہدہ کلیتاً مسترد کرنا دو مختلف قانونی صورتیں ہیں۔[59]

نتائج بحث

گھریلو تشدد ایک حقیقت ہے، جس سے کسی کو انکار نہیں، اسلام نے اس کی اجازت نہیں دی اور نہ ہی کوئی سلیم الفطرت شخص گھریلو تشدد کی حمایت کر سکتا ہے۔ گھریلو تشدد کو سب ہی غلط کہتے ہیں۔ اس قانون کے حصہ اول میں موجود دو دفعات جن کا تعلق معاشرے میں پاکستانی عورت کو ہر قسم کا تحفظ دینے اور اسے تشدد سے بچانے سے ہے، ان سے کسی ذی شعور انسان کو اختلاف نہیں ہے۔ لیکن اس قانون کے دوسے حصے میں گھریلو تشدد کو روکنے کا جو حل اور طریقہ پیش کیا گیا ہے، وہ اختلاف کی بنیاد ہے۔ ناقدانہ موقف میں درج ذیل خدشات پیش کیے جاتے ہیں: اس قانون میں سربراہ خانہ کو چھوڑ کر باقی سب کو ہر قسم کی آزادی دی گئی ہے، اور سربراہ خانہ کی اتنی ہمت بھی نہ ہو گی کہ وہ گھر کے استحکام اور خانگی زندگی کی رازداری کو برقرار رکھ سکے۔ کیا اسلام ہمیں بچوں اور بیوی کے ساتھ اعلیٰ سلوک کرنے اور بے ضابطگیوں کی اصلاح کرنے کی تعلیمات نہیں دیتا کیا قرآن مجید جو اسلامی زندگی کے حوالہ سے قانون کا ماخذ ہے، ہمیں ظالم اور مظلوم کی پہچان کرانے سے قاصر ہے؟ یقیناً ایسا نہیں ہے۔ تو پھر خانگی زندگی کو ہم کیوں اسلامی نظریاتی قوانین کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہیں کر رہے؟ ہم کیوں احساس محرومی یا احساس کمتری کا شکار ہو رہے ہیں؟ ہم غیر کی بجائے اپنوں سے کیوں رہنمائی حاصل نہیں کرتے؟ غیر ملکی رائے کی بجائے ہم ملک پاکستان کے عوام کی رائے کیوں نہیں لیتے؟ کیا دین اسلام نے کہیں یہ کہا ہے کہ بیوی اور بچوں کو تشدد کر کے قابو میں رکھا جائے؟ اسلام نے تو سب سے زیادہ زور خانگی زندگی کی مضبوطی پر دیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ نفرت سے کبھی محبت جنم نہیں لے سکتی، اگر بیوی اور اولاد اپنے خاوند اور والد کو بے گھر کریں اور عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کریں اور اسے فیصلہ سے پہلے ہی "ٹریکر" لگا کر لوگوں کی نظروں میں مطعون کر دیں اور بیوی بچوں کو اس سے "محفوظ فاصلہ" پر رکھا جائے تو پھر کفیل خانہ کا احترام اور اس کا عزم اور مقصد زندگی کہا جائے گا۔

یہاں بیان کردہ نتائج ناقدانہ خدشات ہیں۔ ان کا اطلاق ہر مقدمے پر لازماً نہیں ہوتا اور حفاظتی حکم کو سزا یا حتمی ثبوت کے قائم مقام نہیں سمجھنا چاہیے۔

---

[57] *Gharēlū tashaddud bill 2020*, contribution attributed to Khālid Maḥmūd, 11.

[58] *Gharēlū tashaddud bill 2020*, 11.

[59] United Nations, Treaty Collection, *Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination against Women*, Saudi Arabia, reservations.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

مقالے کے تنقیدی موقف کے مطابق متنازع دفعات کی شرعی اور آئینی جانچ ضروری ہے، خصوصاً جہاں خاندان کی ذمہ داری، جائز تربیت اور تشدد کی حد بندی واضح نہ ہو۔ تاہم پورے قانون کو قطعی غیر آئینی قرار دینا دفعہ وار استدلال اور متعلقہ مجاز ادارے کے قانونی فیصلے سے الگ ایک علمی رائے ہے۔ خاندان کے احترام کے ساتھ مظلوم فرد کی حفاظت اور سماعت کے حقوق بھی برقرار رہنے چاہئیں۔

اسلامی خاندانی نظام میں حقوق و ذمہ داریوں، حسنِ معاشرت اور اصلاح کو اہمیت حاصل ہے۔ پاکستان اور دیگر ممالک میں تشدد کی شرح کا تقابل یکساں تعریف، نمونے اور زمانی حدود کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ تعلیم، روزگار، معاشی دباؤ اور انصاف تک رسائی جیسے عوامل پر توجہ مفید ہے، لیکن انہیں تشدد کی واحد ثابت شدہ علتیں یا قانونی تحفظ کا متبادل سمجھنا درست نہیں۔

ریاست کے لیے آئینی حدود، اسلامی اصولوں اور کمزور افراد کے تحفظ کو یکجا رکھنا ضروری ہے۔ بحث میں بیان کردہ خاندانی خدشات ذیل میں امکانات کی حیثیت سے محفوظ ہیں؛ ان کا وقوع اس تحقیق میں تجربی طور پر ثابت نہیں کیا گیا۔ ان کی جانچ کے لیے عدالتی فیصلوں، نفاذی اعداد و شمار اور متاثرہ خاندانوں کے معتبر مطالعات درکار ہوں گے:

ممکنہ خدشہ: والدین کے لئے اپنے فرائض و ذمہ داریاں ادا کرنا مشکل ہونا

ممکنہ خدشہ: بیوی بچوں اور گھر کے دیگر افراد کی اخلاقی تربیت میں رکاوٹ

ممکنہ خدشہ: آزادی و خود مختاری کے نام پر بے راہ روی کا فروغ

ممکنہ خدشہ: طلاق کی شرح میں اضافہ

ممکنہ خدشہ: سزا کے خوف سے ہر وقت ذہنی دباؤ کا شکار رہنا

ممکنہ خدشہ: قانون کی مداخلت سے زوجین کے تعلقات متاثر ہوں گے

ممکنہ خدشہ: مرد دوسری شادی کے لئے چور دروازے ڈھونڈیں گے

ممکنہ خدشہ: بچوں میں بغاوت اور سرکشی کا پیدا ہونا

ممکنہ خدشہ: مردوں کا انتقامی جذبات کے تحت بیوی کو قتل کرنا

تجاویز

خاندانی اختلافات میں تعلیم، اصلاح اور مشاورت کو مؤثر بنانا چاہیے، جبکہ فوری یا سنگین تشدد میں متاثرہ فرد کو قانونی مدد تک بروقت رسائی ملنی چاہیے۔ مصالحت محفوظ حالات، آزاد رضامندی اور عدمِ جبر کے ساتھ ہو۔ قانون سازی اور معاشرتی اصلاح کے باہمی ربط کے لیے درج ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ نظام تعلیم کو بہتر کیا جائے۔

۲۔ اسلام کی خاندانی نظام سے متعلق تعلیماتِ سیرت کو شامل نصاب کیا جائے۔

۳۔ شادی سے قبل تربیت و اصلاح کے لئے ہر لڑکے اور لڑکی کے لئے کورس و کاؤنسلنگ کا اہتمام کیا جائے۔

۴۔ قومی اسمبلی کے ممبران کو چاہیے کہ وہ اس قانون پر نظر ثانی کریں اور خاندانی نظام کو متزلزل کرنے والی شقوں کو ختم کر کے مثبت تبدیلی لائی جائے۔

۵۔ قانون سازی آئین کے تحت کی جائے، اور اسلامی نظریاتی کونسل کی تجویز کردہ ترامیم کو شامل کیا جائے۔

کتابیات

Al-Iṣfahānī, al-Rāghib. *Al-Mufradāt fī gharīb al-Qurʾān*. Miṣr: Maktabat al-Bābī, n.d.

Al-Qurʾān al-Karīm.

Al-Rāshidī, Abū ʿAmmār Zāhid. “Chhe agast—Yawm-i taḥaffuẓ-i niẓām-i khāndān.” *Roznāmah Islām*, Lahore, August 1, 2021.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

Balochistan. *Domestic Violence (Prevention and Protection) Act, 2014*. Balochistan Act No. VII of 2014.

Gharēlū tashaddud bill 2020: Taʿāruf, tajziyah wa tabṣirah. Rawalpindi: Pakistan Sharīʿat Council, n.d.

Kairānawī, Waḥīd al-Zamān. *Qāmūs al-Waḥīd*. Karachi: Idārah Islāmiyāt, n.d.

Khyber Pakhtunkhwa. *Khyber Pakhtunkhwa Domestic Violence against Women (Prevention and Protection) Act, 2021*. Act No. III of 2021.

Pakistan. *Constitution of the Islamic Republic of Pakistan*. 1973.

Pakistan. National Assembly. *Domestic Violence (Prevention and Protection) Bill*. Text bearing the year 2020, as passed by the National Assembly on April 19, 2021.

Pakistan. Senate Secretariat. "The Domestic Violence (Prevention and Protection) Act, 2021." Bill Summary. Parliamentary year 2021–2022.

Punjab. *Punjab Protection of Women against Violence Act 2016*. Punjab Act No. XVI of 2016. February 29, 2016.

Sindh. *Domestic Violence (Prevention and Protection) Act, 2013*. Sindh Act No. XX of 2013. March 19, 2013.

"Taḥaffuẓ-i khawātīn bill 2016 par iʿtirāżāt." *Ḥālāt-i Ḥāżirah*, February 29, 2016.

United Nations. Treaty Collection. *Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination against Women*. Pakistan, declaration and reservation; Saudi Arabia, reservations.

United Nations General Assembly. *Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination against Women*. Resolution 34/180. December 18, 1979.

United Nations General Assembly. *Declaration on the Elimination of Violence against Women*. Resolution 48/104. December 20, 1993.

U.S. Department of Justice. Office on Violence Against Women. "Domestic Violence."

World Health Organization. *WHO Multi-country Study on Women's Health and Domestic Violence against Women: Initial Results on Prevalence, Health Outcomes and Women's Responses*. Geneva: World Health Organization, 2005.

Yūsuf, Ṣalāḥ al-Dīn. "Taḥaffuẓ-i niswān bill kā tanqīdī jāʾizah aur mutabādil ḥall." *Muḥaddith*, April 2016.